حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب علوی لورپوری
ناظم و مدرس دارالعلوم نورالاسلام جی ٹی روڈ۔ حاجی شاہ اٹک

آسمان علم و فضل کا درخشندہ ستارہ

راقم الحروف (مولوی) غلام مصطفےٰ بن مولانا الحافظ محمد علاؤ الدین علوی (غفرلہما) نے بفضلہ و توفیقہ تعالیٰ ۱۹۵۲ء میں پاکستان کی مشہور دینی و علمی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس نظامی کی تکمیل کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے کتب دورۂ حدیث صحاح ستہ وغیرہ پڑھ کر سالانہ امتحان میں درجہ علیا میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے سند الفراغ حاصل کی (الحمدللہ)

(۱) جامع شریعت و طریقت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ (بانی جامعہ ہذا)

(۲) شیخ المحدثین والمفسرین مولانا محمد رسول خان ہزارویؒ

(۳) شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس الکاندھلویؒ

(۴) شیخ الحدیث مولانا محمد ضیاء الحقؒ (کیمبل پوری سابقاً) احقر کے یہ اساتذہ کرام بھی ہر ایک اپنے اپنے درجہ میں آسمانِ علم و فضل کا روشن ستارہ تھا احقر بحمداللہ ان علماء امت، صلحاء ملت اور مشائخ عظام نیز اپنے والد صاحب اور دیگر بعض اساتذہ کرام کی شاگردی و تلمذ ان کے مجالس ان کے ارشادات و افادات، علمی تصنیفات اور مربیانہ و مشفقانہ پند و نصائح سے کامل ماہر مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مدرس، خطیب، مصنف، مرشد وغیرہ کے خصوصیات و کچھ واقف ہو چکا تھا (مصرع) جمال ہم نشین در من اثر کرد۔

(المختصر) زمانہ طالب علمی میں سنتا تھا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب فاضل و سابق مدرس دارالعلوم دیوبند نے بمقام اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور میں) ایک دینی و علمی ادارہ دارالعلوم حقانیہ کے نام سے قائم کیا ہے۔ بہت شوق اور تمنا تھی کہ مولانا عبدالحق صاحبؒ سے شرف ملاقات حاصل کر کے علمی استفادہ کیا جاوے اور دارالعلوم حقانیہ بھی دیکھا جاوے (اللہ جل جلالہ، وعم نوالہ کے فضل و کرم اور مولانا موصوف اور آپ کے دیگر رفقاء علماء کرام وغیرہ (کاروانِ علم و عمل) کی مقبول دعاؤں اور مخلصانہ خدمات کی بنا پر دارالعلوم حقانیہ نے بہت جلد ہی ترقی کے منازل طے کیے کہ درس نظامی کے باقی درجات کی تعلیم کے ساتھ تمام (کتب) دورۂ حدیث کی تعلیم بھی شروع کر دی گئی جس کے باضابطہ پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب (دام فیوضہم) قرار پائے۔ مصرع

ایں سعادت بزور بازو نیست

احقر کی یہ دیرینہ نیک خواہش (مولانا عبدالحق سے شرف ملاقات حاصل کرنے اور دارالعلوم دیکھنے کی) اس طرح پوری ہوئی کہ احقر ۱۹۵۳ء کے تعلیمی سال کی ابتدا میں دارالعلوم ہذا کی قدیم جامع مسجد جہاں سے دارالعلوم کے قیام و تعلیم کا آغاز ہوا حضرت اقدس شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے بصورت زبانی سلام و مصافحہ شرف ملاقات نصیب ہوا۔ (الحمدللہ) اس کے فوراً بعد آپ کے ہاں زیر درس دورہ حدیث کی مشہور کتاب جامع ترمذی کے درس میں شرکت کا موقعہ ملا نماز ظہر کے بعد سے عصر کی اذان تک تقریباً اڑھائی (۲½) گھنٹے تک یہ درس جاری رہا (کیفیات درس) محدث کبیر استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے سامنے ایک طالب علم نے حسب معمول ترمذی شریف کی عبارت پڑھی مولانا موصوف نے درس حدیث دینا شروع کیا پہلے حضرت خود بھی (تبرکاً) سند تلاوت فرماتے سند کے متعلق رُواتِ حدیث پر جرح و تعدیل سے متعلق بقدر ضرورت مختصر بحث فرماتے۔ اس کے بعد متن حدیث کی تلاوت فرما کر اس کا سلیس (عام فہم) ترجمہ کرتے پھر فرماتے کہ اس حدیث کا مشترک مضمون اور معنیٰ یہ ہے اس کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے اس حدیث میں یہ مسئلہ یا مسائل بیان کیے گئے ہیں (اس سے یہ احکامات ثابت ہوتے ہیں) اس حدیث کے مضمون کے بارے میں اگر آئمہ اربعہ اور دیگر محدثین متفق ہوتے تو سب کا مذہب بیان فرما کر دلائل بیان کر دیتے اور اگر کسی حدیث شریف کے بیان کردہ مسائل میں حضرات محدثین کا باہم اختلاف ہوتا آپ نہایت تفصیل و وضاحت سنجیدگی و متانت کے ساتھ ہر ایک کا مذہب اور اس کی دلیل بیان فرماتے آخر میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب اور آپ کے دلائل اور دیگر محدثین کی مستدل احادیث کی مناسب توجیہات ذکر کرتے اور ان کے دلائل کے جوابات بیان کرتے سب سے آخر میں امام ابوحنیفہؒ کے دلائل کے وجوہ ترجیح بیان فرماتے۔

آپ دوران درس فن کے اصول و قواعد بھی طلبہ کے ذہن نشین کرواتے اور طلبہ میں کتاب دانی اور فن سے مناسبت پیدا ہونے کی پوری کوشش فرماتے۔

علاوہ ازیں حدیث سے فقہ حنفی کی تطبیق نہایت عمدہ طریقے سے بیان کرتے۔

الغرض آپ ایک محدث ماہر وکامل کی جو ذمہ داریاں ہوتی ہیں سب پوری فرماتے آپ کا درس ہمہ گیر اور وسیع ہوتا جیسا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کا درس وسیع ہوتا تھا جیسا کہ آپ کی تصنیفات اور دیگر بلاواسطہ شاگردوں کی زبانی بھی سنا ہے (ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے فیض تعلیم وتربیت نے ہزاروں علماء وفضلاء پیدا کیے جن میں سے کامیاب مدرس، مصنف، خطیب، مجاہد وغیرہ ملک وبیرون ملک دینی وعلمی خدمات مختلف شعبوں میں سرانجام دے رہے ہیں۔ ہم صرف دو تین حضرات کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ محدث کبیر مولانا عبدالحق صاحب کے مخصوص تلامذہ وفیض یافتہ حضرات میں سے آپ کے صاحبزادہ مولانا سمیع الحق صاحب بہترین مدرس، مصنف، خطیب، سیاسی شغل رکھنے والے سینیٹ کے رکن بھی ہیں۔ آپ کے بہترین کارناموں میں سے اسلامی قانون کے نفاذ کے سلسلہ میں (اسلامی قانون کا مختصر خاکہ) شریعت بل ہے جس کو دو مرتبہ اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے لیکن حکمرانوں کی ساحری نے تاحال پاس نہ ہونے دیا۔

۲۔ صاحبزادہ مولانا حافظ انوار الحق صاحب، بہترین مدرس وخطیب ہیں (اول دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم دوئم نائب مہتمم ہیں)

۳۔ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی بہترین مدرس، خطیب اور کامیاب مصنف ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پر درجن سے زائد بہت عمدہ شاہکار کتابیں لکھی ہیں اور یہ سلسلہ مبارکہ تاہنوز جاری ہے اللّٰھم زد وانفع بہا وتقبل آمین جن کا مطالعہ کرنا علماء کرام، دینی طلبہ [illegible] تعلیم یافتہ حضرات کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے کتاب دفاع امام ابوحنیفہؒ امام اعظم کے حیرت انگیز واقعات، علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات لکھ کر اور شائع کر کے دارالعلوم حقانیہ کو فقہ حنفی کی حفاظت کا قلعہ بننے میں مزید استحکام بخشا ہے۔

بقیہ: مشاہدات وتاثرات صفحہ ۲۹۴ سے

جہادِ آزادی میں شریک اکثر علماء بھی آپ کے شاگرد ہیں۔

حضرت کا انتقال ہوا تو میں ملک سے باہر تھا۔ آپ کے جنازے میں شریک نہ ہو سکا۔ واپسی پر دارالعلوم فون کیا تو معلوم ہوا آپ کے جانشین اور خلف الرشید سینیٹر مولانا سمیع الحق اسلام آباد آئے ہوئے ہیں۔ میں علامہ عبدالرشید عباسی کے ہمراہ اکوڑہ خٹک جانے کے لیے پا بہ رکاب تھا۔ مولانا سمیع الحق سے اسلام آباد ہی میں ان کی قیام گاہ پر جا کر ملا تو دل نہیں مانا کہ بس یہیں فاتحہ کہہ دوں۔ وہ کچھ وقت بعد اکوڑہ جانے والے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ چلیں میں حاضر ہوتا ہوں۔ فرمایا پھر دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے۔

پہنچا تو دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ابھی ابھی ختم ہوا تھا۔ ہر طرف چہل پہل تھی۔ ماشاءاللہ حضرت شیخ الحدیث جو یادگار چھوڑ گئے ہیں وہ مولانا سمیع الحق جیسے فاضل اور مجاہد عالم کے ہاتھوں میں پوری طرح محفوظ ہے۔ مولانا میرے ساتھ سینیٹ میں تھے۔ میں ان کے جذبۂ حمیت دینی سے آگاہ ہوں اور ان کی شخصیت کی تب و تاب کے جملہ گوشے بھی میری نگاہ میں ہیں۔ وہ انشاءاللہ حضرت کی اس میراث علمی کو مزید چار چاند لگائیں گے۔

دارالعلوم میں دستر خوان بچھا تو حضرت شیخ الحدیثؒ کے سفرِ آخرت کی ایک ایک تفصیل میں نے کرید کرید کر پوچھی۔ ایسے لوگ تو زمین کا نمک ہیں۔ نجانے کیوں یہ زمین کے نیچے چلے جاتے ہیں شائد اس لیے کہ

؎ اندر بھی زمیں کے روشنی ہو
مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

آج جو تمام دنیا میں اندھیرا ہے اور مسلمان بھی اس میں بھٹک کر ذلت وخواری کے گڑھے میں گر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دونوں تاروں کو کاٹ دیا ہے اطاعت کا تار بھی اور محبت کا بھی اگر محبت واطاعت کا دعویٰ ہے تو صرف نام رہ گیا ہے محبت جس میں اطاعت نہ ہو کسی کام کی نہیں دراصل عداوت ہے۔

ارشاد: شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ (از دعوات حق)